جفاکش حسینؑ شہید

ملاذ العلماء مولانا سید ابوالحسن عرف ابّو صاحب قبلہ

حسینؑ کون۔ خدا کا پیارا، احمد مختارؐ کا دلارا، حیدر کرارؑ کی آنکھوں کا تارا، فاطمہ زہراؐ کا مہ پارا۔

حسینؑ کون؟ سب کا بادشاہ جمعیت صبر واستقلال کا آسمان دین وایمان کی جان، حسینؑ کون؟ اہلبیت رسولؐ کا قافلہ سالار، بیکس وغریب الدیار، قلیل الاعوان والانصار، قتیل خنجر آبدار۔ آہ حسینؑ آہ حسینؑ۔ دنیا آپ کے ماتم میں رنجیدہ ہے، غمدیدہ ہے، گریاں ہے، سینہ زناں ہے، آپ کی بیکسی یاد آتی ہے۔ آپ کی بے بسی دل ستاتی ہے۔ آپ کا صبر بیقرار کرتا ہے۔ آپ کا حلم جگر فگار کرتا ہے۔ اے حسینؑ! آپ کی تعریف وتوصیف کرنا آفتاب جہاں تاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ کی ذات اقدس حد ثنا سے بالاتر ہے۔ تعریف خود آپ کی تعریف میں حیراں ہے۔ توصیف خود آپ کے وصف میں سربگریباں ہے۔

اے حسینؑ! اگر آپ رئیس الملت تھے امیر الامت تھے تو آپ نے مصائب کے پہاڑوں سے ٹکرا کے، خون کے سمندروں میں نہا کے، خنجر کند سے حلق خشک کٹا کے، امت مرحومہ کے ہر دولتمند وصاحب ثروت وجاہ کو ایک یادگار سبق پڑھا دیا اور نہ مٹنے والے نقوش قدم سے آپنے خط مستقیم کھینچ دیا مگر آہ! اے سردار جوانان جناں! رئیسِ امت مسلمہ! آپ کے ایسے سردار، آپ کے مثل روٗساء اب کہاں جو ہمت وایثار واستقلال وعزم محکم میں بنیان مرصوص ہوں اور آپ کی طرح آپ کے نانا کی امت کا بیڑا پار لگادیں۔ پھر آقا! آپ ہی جو کیجئے۔ اے حسینؑ اگر آپ مظلوم وغریب امت میں تو آپنے شہنشاہیت وقہاریت کے سامنے جفاکش ومحنت کا ہمت افزا مورچہ قائم کر کے مزدور جماعت کی راہ سے تمام کانٹے ہٹا دیئے اور قدم جدوجہد سے ارتقائی منزلوں کے کل راستے بتا دیئے۔ مگر آہ اے واغربتاہ وا قلۃ ناصراہ کی کربلا کے چٹیل میدان میں صدائیں دینے والے ہم ایسے ناداروں ہم وطنوں مسافروں میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا ہے جو اپنی بیکسی ومظلومیت وغربت کے لازوال لشکر سے حوادث زمانہ کی پست وفنا کردینے والی طاقتوں سے مقابلہ کے لئے قدم جمادے۔ اے حسینؑ! ایک مرتبہ پھر انقلاب پیدا کردیجئے۔ اے حسینؑ آپ نے اپنے نانا کی امت کے لئے بڑے بڑے مصائب اوران کی دینی ودنیوی فلاحیت وصلاحیت کے واسطے عظیم الشان زحمتیں برداشت کیں۔ کیوں نہیں، قومیت کا سچا جذبہ ہر رگ میں لہو کی طرح دوڑ رہا تھا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات کا نور آفریں نقش لوح قلب پر جگمگا رہا تھا۔

اے حسینؑ! آپ نے وطن چھوڑا۔ ماں، بھائی، نانا کی قبروں سے منہ موڑا۔ اعزّا کی جدائی گوارا کی۔ کیوں؟ کیا صرف حصول سلطنت کے لئے؟ دنیاوی بادشاہت کے واسطے؟ تسلط واقتدار حاصل کرنے کے لئے؟ چند روزہ عیش وراحت کے لئے؟ نہیں نہیں۔ خدا گواہ ان میں سے کوئی مقصد آپ کے پیش نظر نہ تھا۔ آپ بظاہر دنیاوی سلطنت و بادشاہت سے الگ کردیئے گئے تھے لیکن آپ کے زیر نگیں کونین کی وسعت تھی۔ آپ کو کب احتیاج سلطنت تھی۔ مدینہ میں کون آپ کی نصرت پر کمر بستہ تھا۔ مکہ والوں میں کون آپ کے پسینہ پر خون بہا دینے کو آمادہ تھا۔ اہل عراق کے اس وقت تک خطوط بھی نہ آئے تھے۔ پھر کون سا ایسا سبب ہوا جو یزید کی بیعت سے انکار کیا؟

سبب ظاہر ہے، وجہ معلوم ہے، یزید کی اخلاقی خرابیوں نے اسلام کے بلند معیار اور حقیقی تمدن کو جانکنی کی مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔

اکثر مسلمان تدریجی حیثیت سے ان اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ کو ترک کر چکے تھے جو منزل ارتقا تک پہنچانے کے فی الواقع ضامن تھے۔ کبر ونخوت کا سودا سروں میں سما گیا تھا۔ جاہ پسندی، آرام طلبی کا منظر بھا گیا تھا۔ جابجا مکاریوں کے جال بچھے ہوئے تھے۔ فریب کے دام پھیلے ہوئے تھے۔ سچائی ہمدردی محبت ومروت خلوص وایثار بستر سمیٹ رہے تھے کیونکہ **الناس علی دین ملوکھم** جیسے بادشاہ کے اطوار وعادات ہوتے ویسے ہی رعیت کے بھی حالات ہوتے ہیں اگر یزید کی دھمکیوں اور تشدد سے مجبوراً بیعت کر لی جاتی تو اسلام کے گلے پر چھری چل جاتی۔ مسلمان ہمیشہ کے لئے تمام اوصاف کمال سے معرا ہوکر قعر مذلت میں گر پڑتے کیونکہ حسینؑ کی بیعت یزید کی بھی روش کی تقویت کرتی، مقبول عام بناتی۔ کیا کہنا اے حسینؑ! اسے فخر خضر والیاس! آپ نے بیعت نہ کرکے اپنے نانا کے دین کی آبرو باقی رکھی۔ اسلام کے مٹتے ہوئے نقش کو ابھارا۔ مسلمانوں کی دستگیری کی۔ بام ترقی پر پہنچایا۔ کیا میں نے آپ کے وہ جملے نہیں دیکھے ہیں جو اسلام کی طرف سے آپ کے ولولہ انگیز تاثرات کے آئینہ دار ہیں۔ ضرور دیکھے ہیں، مکرر دیکھے ہیں۔ مجھے یاد ہیں مروان نے جب اتفاقی ملاقات کے دوران میں آپ سے کہا ہے کہ اے ابا عبداللہ یزید کی بیعت کر لیجئے دنیا وعقبیٰ دونوں میں مفید ہے۔ آپ نے فرمایا **انا للہ وانا الیہ راجعون** ۔ ایسے اسلام پر سلام کہ جب یزید کا ایسا شخص امت کے لئے منتخب ہو۔

اے حسینؑ! آپ نے امت کے طوفان کو بحر ضلالت میں غرق ہونے سے بچانے کے لئے وطن چھوڑا، اے حسینؑ! آجکل بھی اسلام کی ناؤ ڈگمگا رہی ہے، کوئی تو آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا گھر ہی چھوڑ کے باہر نکل آئے، آپ نے رات کے اندھیرے میں گمراہی کے اندھیرے سے امت مرحومہ کو نور ہدایت کی طرف لانے کے لئے سفر کیا۔ کوئی تو شمع کافوری ہاتھ میں لے کر مشعل ہدایت بن جائے۔ آپ نے اپنے بھائی محمد ابن حنفیہ کو وصیت نامہ میں لکھا کہ میں بغاوت وفساد نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ میں امت جد کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ کوئی تو اس وقت بھی اصلاح کا بیڑا اٹھا کے میدان عمل میں آجائے اور قوم کو محنت ومزدوری صنعت وحرفت وتجارت کی شاہراہ اعظم کی ہدایت کردے۔ ترقی دین و بہبودی مذہب کی سیڑھی تک پہنچادے۔ اسلام کے بلند پایہ تمدن کو پستی سے بچالے۔ اے حسینؑ! آپ مدینہ رسولؐ زمن سے، اپنے پیارے وطن سے، زہراؑ کے مدفن سے نہایت جبر واکراہ سے جدا ہوئے۔ یزید کی خونخوار طبیعت سے محفوظ رہنے کے لئے امن کعبہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اے حسینؑ! آپ کو خدا کے گھر میں بھی اپنے لئے امان نظر نہ آئی؟ چالیس آدمی حاجیوں کے بھیس میں قتل کے لئے بھیجے۔ جائے امن کو خونریزی وغارت گری کا مسکن بنانا چاہا، اے حسینؑ تو خدا اور رسول کے احکام قرآن کی ہدایت پر عمل کرنا فرض عین سمجھتے تھے۔ آپ کے دل سے کب یہ ہوسکتا تھا، آپ کا ضمیر کب یہ گوارہ کرسکتا تھا، آپ کے اخلاق کے کب اس کے متحمل تھے کہ حکم خدا کی اہانت ہو اور رسولؐ کے فرمان کی تحقیر ہو۔ قرآن کی ہدایت پائمال ہو۔ ابراہیم خلیلؑ اللہ کے مقاصد اور پرخلوص نیت پر حرف آئے۔ خانہ کعبہ کی حرمت برباد ہو۔ چرند و پرند جن وانس کا مامن وملجا نہب اموال ونفوس کا گھر بنے۔ مکہ کی پاک زمین خانۂ کعبہ کی مقدس دیواریں آپ کے رفقاء کے خون سے، آپ کی اولاد کے لہو سے، آپ کے خون رگ گلو سے رنگین ہوجائیں۔ اے حسینؑ! اس خطرناک دور میں بھی حرم اسلام کے اندر، کعبہ ایمان کے حدود میں، مسلمانوں کی جمعیت اقتصادی وملکی و مذہبی ضرورتوں کے دشمنوں کے محاصرہ میں ہے، قاتلوں کے مقابلہ میں ہے، قوت کی تیغ نہیں، دولت کی سپر نہیں، تجارت کی زرہ نہیں، صنعت وحرفت کا خود نہیں، افلاس کے خنجر کھینچے ہوئے

ہیں، جہالت کے تیر برس رہے ہیں۔ عیش وعشرت کی تلواریں چمک رہی ہیں۔ خود بینی وخود ستائی کے نیزے لچک رہے ہیں۔ کشت وخون کا بازار گرم ہوگا۔ قیامت تک ان کشتوں کا ماتم ہوگا۔ اے حسینؑ! اسلام امن کا پیغام لایا ہے نہ کہ فتنہ وفساد کا۔ آپ جلوہ فرمانہ ہوجیئے نہیں تو کوئی اسلام کا حقیقی راستہ بتانے کے لئے بھیج دیئے۔ نہیں تو کچھ اسلام کی ہتک حرمت ہوگی۔ حرم ایمان کی عزت وآبرو میں فرق آجائے گا۔

اے حسینؑ! آپ کی عظمت کی قسم،

اے حسینؑ! آپ کی شجاعت کی قسم،

آپ نے پیغمبرؐ کی عظمت اور علیؑ کی شجاعت کا جھنڈا اگاڑ دیا۔ بلکہ رب آخرت کی الوہیت وحدت کا از سر نو پرچم لہرا دیا۔ ایمان کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں تھیں، دین کے اصول پامال ہوچکے تھے۔ شریعت معطل پڑی تھی۔ قرآن پس پشت تھا، کفر والحاد پیشرو تھا۔ عروس دنیا سامنے تھی۔ عیش ونشاط مشیر کار تھے۔ بدعنوانی کے لشکر پرے جمائے ہوئے کھڑے ہوئے۔ فسق وفجور کی تیغیں کھچی ہوئی تھیں۔ ظلم وستم کے موزی چڑھے ہوئے تھے۔ اے حسینؑ! اس وقت آپ نے اپنے عزم محکم سے ان خوفناک پہاڑوں کو اکھیڑا، ریزے ریزے کیا۔ خاک کیا، منتشر کیا۔ اے حسینؑ! اگر آپ کسی نائب خاص کو ہماری ہدایت کے لئے نہ بھیجیئے تو اپنے جد بزرگوار پدر عالی قدر اور مادر گرامی وبرادر نامی کے توسط سے درگاہ قاضی الحاجات ومستجیب الدعوات میں ہم لوگوں کے لئے دعا کیجئے کہ اسلام کی سچی پیروی کرنے کی توفیق عنایت فرمایئے۔ جس طرح آپ نے زیر خنجر قاتل درگاہ رب العزت میں عرض کیا تھا کہ پروردگار میں نے اپنا وعدۂ طفلی ادا کیا تو بھی کریم ہے اپنا وعدہ وفا کرنا اور میرے دوستوں اور شیعوں کو قیامت کے دن بخش دینا۔

صلی اللہ علیک یا ابا عبداللہ الحسین روحی وارواحنالہ الفداء۔

(ماخوذ از روزنامہ حقیقت لکھنؤ، محرم نمبر ۷ ۱۳۵۷ھ/ مارچ ۱۹۳۸ء ص ۱۳/)

(صفحہ ۳۶ کا بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

اس کی یادگار کربلا میں 'گنج شہیداں' ہے جسے بین الاقوامی یادگار (INTERNATIONAL MANUMEUF) کہہ سکتے ہیں۔ اصول انسانیت (اسلام کی بقا) کے لئے کربلا کے میدان میں سرکار سید الشہداؑ نے ہر ملک وملت کے مسلمانوں کو ہمراہ لیکر ایک مہتم بالشان قربانی دی ہے۔ آج اسلام ایک نازک دور سے گذر رہا ہے۔ اس لئے شہید کربلا کا اسوۂ حسنہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو دعوت دے رہا ہے کہ ہم ملک وملت، نسل ورنگ، زمیندار، تاجر، مزدور و سرمایہ دار کی امتیازات کو مٹا کر بقائے اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے میدان عمل میں اتر پڑیں اور ہر ایسی تحریک سے جو مسلمانوں کو سیاسی، ملکی، معاشرتی، اقتصادی، فرقہ وارانہ گروہوں میں تقسیم کررہی ہو۔ بچیں۔ محرم ہمیں پیغام دے رہا ہے کہ ہمیں اسلام کی بقا اور مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوجانا چاہئے۔ سرکار شہادت سید الشہداؑ ارواحنالہ الفداء کے روضے سے آواز آرہی ہے۔

''میں نے اسلام کے لئے سب کچھ قربان کردیا۔ جس اسلام کے لئے میں نے اس قدر قربانیاں دیں اور اس قدر مصائب برداشت کئے اس کی بقا کے لئے جدوجہد کرنا صحیح معنوں میں میری یادگار منانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔ وما توفیقنا الا باللہ ہو ولی التوفیق وبیدہٖ ازمۃ التحقیق۔

ماخوذ از ماہنامہ ''شیعہ لاہور'' محرم نمبر ۵ ۱۹۴۵ء ص ۳۲ تا ۳۴/

قطعہ

حسینی شاعر سید ظفر عباس نقوی فضل اجتہادی

حسینؑ ظلم کے نرغے میں آئے جاتے ہیں
قدم قدم پہ مگر مسکرائے جاتے ہیں
چھپایا جاتا ہے کس کس طرح سے خون حسینؑ